

تفسیر القرآن الکریم

المصنف

– الفقرة الاولى: الامام البغوی رحمہ اللہ و العصر الذی عاش فیہ. تشمل هذه الفقرة على النکات التالية
اسمہ و نسبہ: حسین بن مسعود بن محمد کنیتہ: ابو محمد لقبہ: الفراء۔ عمل فراء (پوستین) اور اس کے بیچنے کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔
نیز محی السنۃ کیونکہ حدیث سے ان کی نسبت اور تعلق بہت قوی تھا۔
نیز رکن الدین علم میں ان کی پختگی کی وجہ سے۔

مولدہ: ان کی تاریخ ولادت کے بارے میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں۔ تخمیناً آپ کی تاریخ ولادت ۴۴۰ھ بنتی ہے۔
موطنہ: خراسان کا مشہور شہر جو مرو اور ہرات کے درمیان تھا جسے بغشور یا بلخ کہا جاتا تھا یہی ان کا اصلی وطن ہے اور اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو بغوی کہا جاتا ہے۔

نشأته و حیاته: آپ رحمہ اللہ نے اپنا بچپن خراسان کے شہر بغشور یا بلخ میں گزارا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اسی شہر میں حاصل کی۔ اور پھر اہل علم کے طریقہ کے مطابق طلب علم کے لئے دوسرے شہروں کا سفر کیا اور وہاں کے اہل علم سے مختلف علوم و فنون میں آپ نے استفادہ کیا۔
شیوخہ: آپ کے بعض مشہور اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں: ابو علی الحسین بن محمد بن احمد المروزی (م ۴۶۲ھ)۔ عبد الواحد بن احمد الہروی (م ۴۶۳ھ) علی ابن یوسف الجوبی (م ۴۶۳ھ)

تلامیذہ: ایک شاگرد: مجتہد الدین العطار دی الاصولی (ان کو الحمد للہ الطائی الہمدانی سے جانا جاتا ہے)
مؤلفاتہ: امام موصوف اس میدان کے شہسوار تھے۔ آپ کی مؤلفات کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ ان کی بعض اہم تصانیف جو موجود ہیں اور علماء کے درمیان متداول ہیں ان میں سب سے اہم ہے تفسیر معالم التنزیل۔ ۲۔ شرح السنۃ۔ ۳۔ مصابیح السنۃ۔ ۴۔ فقہ میں التہذیب فی الفقہ لکھی۔ ۵۔ الجمع بین الحسین۔

وفاتہ: امام بغوی رحمہ کا اخیر میں مروزیں مستقل قیام رہا اور پھر وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ وہیں مروزیں کے مقبرۃ الطارقائی میں تدفین ہوئی۔
حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں آپ کی تاریخ وفات ۵۱۶ھ ذکر کی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح تاریخ ۵۱۵ھ ہے۔ جس پر دیگر مؤرخین کا اتفاق ہے۔ ۸۰ سال سے زیادہ عمر پائی۔

آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وکان رحمہ اللہ اذا القی الدرس لا یلقیہ الا علی الطہارۃ واذا أکل لا یأکل الا الخبز وحده ثم عدل عن ذالک فصار یأکل الخبز مع الزيت۔

جلالۃ: فقد اجمع العلماء علی جلالۃ قدر الامام البغوی ورسوخ علمہ فی الكتاب و السنۃ و علومہما۔ ولذا من ترجمہ وصفہ بشیخ الاسلام و محی السنۃ و رکن الدین و علامۃ زمانہ و انہ رحمہ اللہ کان عابداً ورعاً حافظاً ثقة ثباتاً حجة صحیح المنہج و الفکر و العقیدۃ۔ و هو من ائمة الحدیث الشریف۔

– الفقرة الثانية: عقیدۃ الامام البغوی رحمہ اللہ و اثرہا فی تفسیرہ۔

۱. الاسماء و الصفات۔ ب. الايمان۔ ج. الصحابة۔ مع القاء الضوء علی مذهب السلف فی المسائل المذكورة و ذکر نمذجیہا من کتاب معالم التنزیل۔ مسلکاً شافعی مگر عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ۔

الفقرة الثالثة: التفسیر و التأویل و الفرق بینہما۔ و هذه الفقرة تشتمل علی النکات التالية

التفسیر لغة، التفسیر اصطلاحاً، التأویل لغة التأویل عند السلف، التأویل عند المتکلمین۔

قرآن: القرآن هو کلام اللہ تعالیٰ المنزل علی محمد ﷺ بلسان عربی مبین المکتوب بین دفتی المصحف من اول الفاتحة الی آخر الناس المنزل باللفظ و المعنی المنقول الینا بالتواتر المتعبد بتلاوته۔

تفسیر: لغة يطلق ويراد به الايضاح والتبيين. مثل قوله تعالى 'ولا ياتونك بمثل الا جئناك بالحق و احسن تفسيراً. و يطلق ويراد به التعرية. فسرت الخيل. وقيل مأخوذ من السفر. كجذب من الجذب.

اصطلاحاً: هو علم يبحث فيه عن كيفية النطق بالفاظ القرآن الكريم ومدلولاتها و احكامها الافرادية و التركيبية و معانيها التي تحمل عليها في حالة التركيب و تتممة كل ذلك.

التاويل اصلاً آل اليه اولاً و مآلاً أى رجع اليه و آل عنه (ارتد عنه) و اول الكلام تاويلاً أى فسرہ تفسيراً. عند البعض مأخوذ من الايالة أى السياسة و قيل بيان حقيقة الاشياء. تفسير=تاويل

صرف المعنى من الراجح الى المرجوح و ذالك بدليل يدل على ان المراد منه هو المعنى الذى عدل اليه

الفقرة الرابعة: نبذة عن اقسام التفسير.

اولاً تفسير القرآن بالمأثور، ثانياً تفسير القرآن بالرأى و بالمعقول.

۱- تفسير بالمأثور۔ قرآن مجید آیات کی تفسیر قرآن میں موجود اسی معنی کی دیگر آیات سے کرنا۔ مثلاً قرآن میں بعض حوادث و واقعات کا ذکر بعض آیات میں مجمل آیا ہوا اور دوسری آیات میں مفصل بیان ہوں تو انہی آیات سے اس اجمال کی تفسیر کر دی جائے۔ فتلقى آدم من ربه كلمات ربنا ظلمنا یا قرآنی آیات کی تفسیر احادیث سے کی جائے حافظو اعلی الصلوات و الصلوۃ الوسطی صلوۃ الوسطی صلوۃ العصر۔ یا آثار صحابہ یا اقوال سلف سے کی جائے۔

مثلاً عبدالرزاق بن ہمام صنعانی سفیان ابن سعید الثوری یحییٰ ابن سلاد اندلسی کی تفسیریں۔ یہ سب مکمل موجود نہیں۔ سب سے پہلی مکمل، مطبوع اور متداول تفسیر ابن جریر طبری کی جامع البیان فی تاویل آی القرآن ہے۔ اسی طرح بحر العلوم ابواللیث سمرقندی کی الکشف و البیان عن تفسیر القرآن ابواسحاق العسلی کی اسی کا اختصار معالم التنزیل للبغوی ہے۔ الجواهر الحسان فی تفسیر القرآن عبدالرحمن الثعالبی المحرر الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز ابن عطیہ الاندلسی۔ تفسیر القرآن العظیم حافظ ابن کثیر الدمشقی۔ معالم التنزیل للبغوی۔ الدرر المنثور فی تفسیر المأثور امام سیوطی کی۔

۲- تفسیر القرآن بالرأى قرآنی آیات کی تفسیر دیگر آیات یا احادیث رسول اور آثار صحابہ سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف لغت، بلاغت، اسلوب، بیان اور بدیع وغیرہ سے استفادہ کرتے ہوئے عقل اور رأی سے کی جائے۔ اکثر علماء سلف نے اس طریقہ کار کی مذمت کی ہے اور اس پر شدید نکیر کیا ہے۔ خصوصاً شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے مکتب فکر کے حامل علماء نے شدت سے اس کا معارضہ کیا ہے۔ اور اس بات کی تائید میں بہت ساری احادیث اور آثار موجود ہیں کہ تفسیر کا یہ طریقہ منہج سلف کے منافی ہے۔ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتوب أمقعه من النار۔ من قال فی القرآن برأیه فلیتوب أمقعه من النار۔

مثلاً الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الاقاویل زحشری (معزلی)۔ مدارک التنزیل و حقائق التاویل نسفی۔ مفتح الغیب رازی کی۔ غرائب القرآن و رغائب الفرقان نيسابوری کی۔

چند کتابیں جو دونوں اصناف پر مشتمل ہیں:

الجامع لاحکام القرآن قرطبی۔ تفسیر روح البیان آلوسی کی۔

الفقرة الخامسة: مصادر التفسير في عهد الصحابة.

اولاً کتاب اللہ، ثانياً سنة رسول اللہ ﷺ، ثالثاً الاسرائیلیات، رابعاً الاجتهاد و قوة الاستنباط.

— حدثوا عن بنی اسرائیل و لا تصدقوهم و لا تکذبوهم.

الفقرة السادسة: المنهج الذي اختاره الامام البغوی فی تفسیره.

۱۔ آیت کی تفسیر میں سہل الفاظ اور مختصر عبارت کے ذریعے امام بغوی آیت کی تشریح کرتے ہیں۔

۲۔ آیت کی تفسیر کے ضمن میں اگر کوئی دوسری آیت ہو تو اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

۳۔ متعلق احادیث رسول کو جمع کرتے ہیں۔

۴۔ اقوال صحابہ اور آثار کو بھی اکٹھا کر دیتے ہیں۔ اور اقوال تابعین کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

۵۔ زیادہ تر احادیث کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے۔ (مختصر میں سے حذف کر دیا ہے)

۶۔ سلف کے اقوال کو بھی ذکر کرتے ہیں لیکن صرف ذکر پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اگر مختلف فیہ اقوال ہوں، تو ان کے درمیان ترجیح نہیں دیتے، کیونکہ امام بغوی کے نظریہ سے دونوں توجیہ ممکن ہو سکتے ہیں۔

۷۔ عقیدہ کے باب میں عام طور سے امام بغوی رحمہ اللہ صرف صحیح سلفی عقیدہ ہی بیان کرتے ہیں، الایہ کہ بعض جگہوں میں اشارۃً اجمالاً تردید کے لئے بعض باطل اقوال کا ذکر کرتے ہیں۔

۸۔ قرأت کا بہت زیادہ ذکر کیا ہے۔ مشہور قراء کے درمیان اختلافات کا ذکر کیا ہے۔

اصول التفسیر کے مقدمے میں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ”والبغوی تفسیرہ مختصر من الثعلبی“ لکنہ صان تفسیرہ عن الاحادیث الموضوعۃ و الآراء المبتدعۃ۔“ جب کہ بغوی میں بہت سی موضوعات وغیرہ موجود ہیں۔ تو اس قول کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ شاید شیخ الاسلام کا اشارہ ثعلابی کی تفسیر میں موجود ہر آیت اور ہر سورت کی فضیلت کے بارے میں موجود موضوع روایات اور کتاب میں اسرائیلی روایات کی بھرمار کی طرف ہو۔

الفقرۃ السابعة: المیزات التي امتاز بها تفسیر الامام البغوی و الخصائص.

میزات:

۱۔ یہ تفسیر بالماثور سے تعلق رکھنے والی ایک اہم تفسیر ہے۔

۲۔ یہ تفسیر علمی، فنی اور منہجی اعتبار سے ہے۔

۳۔ تفسیر طبری اور تفسیر ابن کثیر کے بعد تیسرا مرتبہ اس کا ہے، لیکن اہل علم کے درمیان یہ تفسیر برابر مشہور و متداول رہی ہے اور وہ اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔

۴۔ باحثین اور محققین کے لئے یہ تفسیر مرجع اور مصدر کا درجہ رکھتی ہے، اور یہ مقام و مرتبہ اور شہرت اسے اپنی خصوصیات کی وجہ سے ملا ہے۔

خصوصیات:

۱۔ مؤلف نے سہل عبارت اور واضح اسلوب میں آیت کی توضیح و تشریح کی ہے۔

۲۔ چونکہ یہ تفسیر بالماثور ہے، اس لئے مؤلف آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس معنی کی بہت ساری آیات کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے طلبہ کے لئے اس تفسیر سے استفادہ آسان ہو جاتا ہے۔

۳۔ اگر کسی آیت کی تفسیر سے متعلق دوسری آیات نہ ہوں تو احادیث کو ذکر کرتے ہیں اور مذکورہ آیت سے متعلق اکثر احادیث کو جمع کر دیتے ہیں اور ان احادیث کو سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اور اس حدیث کے صحیح یا حسن کے درجے سے کمتر نہ ہونے کا بھی التزام کرتے ہیں۔

۴۔ آیات کی تفسیر کے ضمن میں امام بغوی صحابہ کے آثار کا بکثرت ذکر کرتے ہیں۔ جو کہ ان کے سنت رسول کے مشاہدے پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور قرآن کا مقصود بھلا صحابہ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔

۵۔ آیات و احادیث اور آثار صحابہ کے بعد تابعین کے اقوال اور سلف کی رائے سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور مختلف اقوال کو بغیر کسی تطبیق یا توجیہ کے بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ مؤلف کی نظر سے ان کو مختلف معانی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

۶۔ عقیدے سے متعلق امام بغوی جب کسی آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو اس وقت سلف کے عقیدے کی تشریح اور تائید کرتے ہیں اور باطل عقائد کے

ذکر سے مکمل اجتناب کرتے ہیں۔

۷۔ احکام کی آیات کے ضمن میں ضروری فقہی احکام کو بیان کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات مسائل کی تنقیح بھی کرتے ہیں۔

۸۔ موضوعات، ابطال، واہیات اور اسرائیلی روایات سے حتی الامکان احتراز کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض اوقات بہت کم جگہوں پر امام بغوی نے اپنے اس منہج سے عدول بھی کیا ہے۔

الفقرة الثامنة: درجة تفسیر البغوی بین التفاسیر.

جب ہم تفسیر بالماثور کی دیگر کتابوں کا جائزہ لیتے ہیں تو اس صنف کی بہت ساری کتابیں ہیں۔ البتہ ان میں سے کوئی بھی مکمل نہیں، زیادہ تر کتابوں کا بیشتر حصہ مفقود ہے، سوائے تفسیر طبری جامع البیان کے جس کے منہج، اولیت، قدامت اور علو اسناد کی وجہ سے پہلا مقام ہے۔

اور حافظ ابن کثیر (۷۰۰/۷۰۱ - ۷۷۴ م) کی تفسیر القرآن العظیم۔ اسلوب، طریقہ کار اور منہج علمی کی وجہ سے یہ تمام تفاسیر پر یہ تفسیر فائق ہے۔ اس کے بعد تفسیر معالم التنزیل للبغوی کا رجب آتا ہے۔ جو کہ ابواسحاق ثعالبی کی الکشف والبیان کا اختصار ہے۔

الفقرة التاسعة: اصح الاسانید فی التفسیر.

عبداللہ ابن عباس: عن معاویہ ابن صالح عن علی بن طلحہ عن عبداللہ بن عباس
عن قیس بن مسلم الکوفی عن عطاء بن السائل عن سعید بن جبیر عن عبداللہ بن عباس
عبداللہ بن مسعود: عن الأعمش عن ابی الضحی عن مسروق عن عبداللہ بن عباس
عن مجاہد عن ابی معمر عن عبداللہ بن مسعود

حضرت علی: عن الزہری عن علی زین العابدین عن ابیہ الحسین عن علی
ابی بن کعب: عن ابی جعفر الرازی عن الرزیج بن انس عن ابی العالیہ عن ابی بن کعب

الفقرة العاشرة: اوهی الاسانید فی التفسیر.

عبداللہ ابن عباس: عن محمد بن سائب الکلی عن ابی صالح عن عبداللہ بن عباس۔
عن مقاتل بن سلیمان عن مجاہد عن الضحاک عن عبداللہ بن عباس۔
عبداللہ بن مسعود: عن ابی روق عن الضحاک عن عبداللہ بن مسعود

ابی بن کعب: عن وکیع عن سفیان عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن الطفیل ابن ابی بن کعب عن ابیہ ابی بن کعب
الفقرة الاخيرة: کلمة عن المختصر و المختصر.